منتخبات سراج سکدر

سراج سِکدر کون تھے؟

سراج سِکدر مشرقی بنگال (جو اب بنگلہ دیش ہے) میں 1960 اور 1970 کی دہائی کے دوران ایک نمایاں انقلابی شخصیت تھے۔ وہ **پُورب بنگلار سربھاراپارٹی** (یعنی "مشرقی بنگال کی پرولتاری پارٹی") کے بانی کے طور پر جانے جاتے ہیں اور بنگلہ دیش کی آزادی کے دوران اور بعد میں ابھرنے والی مسلح بائیں بازو کی تحریکوں میں ان کا مرکزی کردار رہا۔

ابتدائی زندگی اور تعلیم

سراج سِکدر 1944 میں برطانوی ہندوستان کے مشرقی بنگال کے ضلع باریسال میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی (موجودہ **بُوئٹ**) سے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی، جہاں وہ انقلابی طلبہ سیاست سے وابستہ ہوئے۔

نظریاتی وابستگی

وہ مارکس، لینن اور بعد ازاں ماؤزے تنگ کے خیالات سے متاثر تھے، خاص طور پر طبقاتی جدوجہد اور مسلح انقلابی راستے سے۔ سراج سِکدر نے پاکستانی حکومت کے ساتھ ساتھ عوامی لیگ کی سرمایہ دارانہ اور قوم پرستانہ سیاست سے بھی بیزاری کا اظہار کیا۔ ان کا مقصد ایک ایسی **پرولتاری انقلاب** کی قیادت کرنا تھا جو جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور سامراجی قوتوں کا خاتمہ کرے۔

پُوربہ بنگلار سربھارا پارٹی کا قیام

1971 میں، سراج سِکدر نے **پُوربہ بنگلار سربھارا پارٹی** کی بنیاد رکھی، جو ماؤنواز طرز کی عوامی جنگ کے ذریعے انقلاب لانے کی حامی تھی۔ یہ جماعت عوامی لیگ اور مکتی باہنی کی قیادت میں جاری آزادی کی جنگ میں شامل نہ ہوئی، بلکہ ایک علیحدہ انقلابی جدوجہد کی داعی بنی۔

سربھارا پارٹی نے نو آزاد بنگلہ دیش کی قیادت کو بھی سرمایہ دار طبقے کا نمائندہ قرار دیا اور ریاست کے خلاف گوریلا کارروائیاں شروع کیں۔

خفیہ سرگرمیاں اور قتل

سراج سِکدر کئی سال تک زیرِ زمین رہ کر مسلح یونٹس قائم کرتے رہے اور انقلابی نیٹ ورک مضبوط کرتے رہے۔ ان کی سرگرمیوں کو نئی بنگلہ دیشی حکومت نے خطرہ سمجھا۔

جنوری 1975 میں سراج سِکدر کو سرکاری فورسز نے گرفتار کر لیا۔ سرکاری بیانات کے مطابق وہ پولیس کی حراست سے فرار ہونے کی کوشش میں مارے گئے، لیکن بہت سے مبصرین کا ماننا ہے کہ انہیں **غیر عدالتی قتل** کا نشانہ بنایا گیا۔

সর্বশেষ

গ্রেফতারের পর পলায়নকালে পুলিশের গুলিতে সিরাজ শিকদার নিহত

ورثہ اور اثرات

سراج سِکدر بنگلہ دیش کی تاریخ میں ایک متنازع شخصیت ہیں—کچھ لوگ انہیں ایک بصیرت افروز انقلابی مانتے ہیں، جبکہ دوسرے انہیں شدت پسند یا

گمراہ قرار دیتے ہیں۔ ان کی تحریریں اور انقلابی منشور بعد کی دہائیوں میں بنگلہ دیش کی ماؤنواز اور بائیں بازو کی جماعتوں پر اثر انداز ہوتے رہے۔

یہاں پر ان کی 1970ء میں لکھی ایک تحریر کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو انھوں نے مشرقی بنگال میں مختلف کمیونسٹ دھڑوں کے انضمام سے بننے والی "کمیونسٹ پارٹی مارکسسٹ-لیننسٹ" کے نظریات اور سیاسی موقف پر تنقید کرتے ہوئے لکھا۔ یہ مختصر کتابچہ 1972ء میں کچھ اضافوں کے ساتھ دوبارہ شایع ہوا۔

مترجم محمد عامر حسینی

مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کی مسوداتی حکمتِ عملی اور پروگرام کا پردہ فاش

(مارچ 1970، نظرِ ثانی شدہ اور درست شدہ شکل میں اپریل 1972)

عظیم رہنما، استاد، سپہ سالارِ اعظم اور عہدِ حاضر کے راہنما چیئرمین ماؤ ہمیں تعلیم دیتے ہیں:

"ہمیں ہر قسم کے غلط خیالات پر تنقید کرنی چاہیے۔ یہ قطعاً درست نہیں ہو گا کہ ہم تنقید سے باز رہیں، غلط خیالات کو بے روک ٹوک پھیلنے دیں اور انہیں غالب آنے دیں۔ غلطیوں پر تنقید لازمی ہے اور جہاں کہیں بھی زہریلے کانٹے اُگیں، ان سے لڑنا ضروری ہے۔"

آیئے ہم چیئرمین ماؤ کے خیالات کی مدد سے، جو کہ مارکسزم-لینن ازم کا عہدِ حاضر کا نظریاتی تسلسل اور پرولتاری طبقے کا سب سے طاقتور ہتھیار ہے، مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کے اصل کردار کو بے نقاب کریں۔

چیئرمین ماؤ فرماتے ہیں" : **تاریخی تجربے پر توجہ دینا ضروری ہے۔** "وہ مزید کہتے ہیں" : **کسی چیز کے ماضی پر نگاہ ڈالو، تو اس کا حال سمجھ میں آتا ہے؛ اور اگر ماضی اور حال دونوں دیکھو تو اس کا مستقبل بھی جان سکتے ہو۔"**

ان تعلیمات کی روشنی میں ہم مشرقی بنگال کی کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں کے ماضی پر نظر ڈالتے ہیں۔ یہ افراد پہلے ریوژن پسند اور نئے ریوژن پسند پارٹیوں کا حصہ تھے۔ انہوں نے کئی برسوں تک یہ مارکس مخالف نظریہ پیش کیا اور اس کے لیے جدوجہد کی کہ "مشرقی بنگال کے دیہی علاقوں میں سرمایہ دارانہ استحصال موجود ہے"۔

انہوں نے اس نفرت انگیز مارکس مخالف نظریے سے خود تنقیدی کے ساتھ دستبردار نہیں ہوئے، نہ ہی انہوں نے "رجعت پسندوں کے خلاف بغاوت کا حق ہے" کا پرچم بلند کیا، اور نہ ہی اصولی جدوجہد کی۔ بلکہ انہوں نے سازش کر کے پارٹی کے اندر پارٹی بنائی، جس کے باعث انہیں نئے ریوژن پسندوں نے نکال دیا۔

آج جب ریوژن پسند اور نئے ریوژن پسند عناصر انقلابیوں کے سامنے بے نقاب ہو چکے ہیں، یہ گروہ مارکسزم-لینن ازم کے نام پر گندے پانی میں مچھلی پکڑنے نکلے ہیں۔ انہوں نے اسی مقصد کے تحت "مشرقی بنگال کی کمیونسٹ پارٹی" بنائی ہے۔

یہ پارٹی نئی ریوژن پسندی، چھوٹے بورژوا رومانویت، چی گوارا کے پیروکاروں، ٹراٹسکائٹ

نظریہ دانوں، چھوٹے بورژوا غلاموں، ایجنٹوں، لفنگوں اور مہم جو سازشیوں کے ناپاک گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہے۔

چیئرمین ماؤ نے فرمایا" : **کسی مخصوص صورتِ حال کا ٹھوس تجزیہ مارکسزم کی جان اور روح ہے۔** "لیکن مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی اپنے مسوداتی حکمتِ عملی اور پروگرام میں برصغیر (برٹش انڈیا) کی آزادی سے قبل کی حقیقی صورتِ حال کا کوئی ٹھوس تجزیہ پیش کرنے میں ناکام رہی۔ انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا آزادی سے پہلے بورژوا جمہوری انقلاب کی قیادت کیوں نہ کر سکی۔

جب ہم مارکسزم-لینن ازم اور ماؤزے تنگ کے خیالات کی مدد سے مشرقی بنگال کے سماج کا ٹھوس تجزیہ کرتے ہیں، تو ہمیں درج ذیل بنیادی تضادات نظر آتے ہیں:

1. مشرقی بنگال کے عوام کا پاکستانی نو آبادیاتی حکمران طبقے کے خلاف قومی تضاد۔
2. مشرقی بنگال کے وسیع کسان طبقے کا جاگیرداری نظام سے تضاد۔
3. مشرقی بنگال کے عوام کا:
   - امریکی قیادت میں سامراج سے تضاد
   - سوویت سماجی سامراجی ممالک سے تضاد
   - ہندوستانی توسیع پسندی سے قومی تضاد
4. مشرقی بنگال کی مزدور طبقے کا بورژوازی / سرمایہ دار طبقے سے تضاد

ان تمام میں سب سے اہم تضاد مشرقی بنگال کے عوام کا پاکستانی نو آبادیاتی حکمران طبقے سے قومی تضاد ہے۔

اس سائنسی تجزیے کے برعکس، نام نہاد پارٹی نے ترمیم پسند اور نئے ترمیم پسند نظریات کو من و عن اپنایا۔ انہوں نے پاکستانی حکمران طبقے کی نو آبادیاتی حکمرانی اور استحصال کو نظر انداز کرتے ہوئے، وہی تین 'آدم خور مچھلیوں' کا نظریہ پیش کیا جو ریوژن پسندوں اور نئے ریوژن پسندوں کا تھا: یعنی سامراج، جاگیرداری اور بڑی و اجارہ دار سرمایہ داری۔

انہوں نے مشرقی بنگال کے عوام پر ہونے والے استحصال کے خلاف قومی پرچم بلند نہ کر کے، نو آبادیاتی حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کیے اور کروڑوں انقلابی عوام کو سامراج نواز اور چھ نکاتی عوامی لیگ کے پیچھے دھکیل دیا۔ اس طرح وہ سامراجیوں کے بھی مددگار بن گئے۔

انہوں نے لکھا:

"پاکستان کے دو حصے ہندوستان سے جدا ہیں، اور ان کے درمیان زمینی فاصلہ بارہ سو میل اور آبی فاصلہ چودہ سو میل ہے۔ لہٰذا، پاکستان کی دیگر محکوم قوموں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ممکن نہیں۔... اسی لیے ہماری انقلابی جدوجہد کا میدان مشرقی پاکستان ہے۔"

یعنی وہ مشرقی بنگال کو محض جغرافیائی وجہ کی بنا پر انقلاب کا میدان قرار دیتے ہیں۔ اس طرح وہ مشرقی بنگال کی انقلابی جدوجہد کو بیرونی (جغرافیائی) وجوہات کی بنا پر محدود کرنے کی دلیل دیتے ہیں۔ لیکن جدلیاتی مادیت ہمیں سکھاتی ہے:

"کسی شے کی ترقی کی اصل وجہ اس کے اندرونی تضادات ہوتے ہیں، خارجی عوامل نہیں۔ ہر چیز کے اندر تضاد ہوتا ہے، اور یہی اس کی حرکت وارتقا کا باعث بنتا ہے۔"

جدلیاتی مادیت مزید یہ سکھاتی ہے:

"جدلیاتی مادیت کے مطابق بیرونی اسباب تبدیلی کے لیے محض حالات فراہم کرتے ہیں، جبکہ تبدیلی کی بنیاد اندرونی اسباب ہوتے ہیں۔"

لہٰذا مشرقی بنگال میں سماجی تبدیلی کی جدوجہد کا صرف مشرقی بنگال تک محدود ہونا اس کے معاشرے کے **اندرونی تضادات** کی وجہ سے ہے، جغرافیائی وجوہات محض خارجی عوامل میں شامل ہیں۔ لیکن مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کے نئے ریوژن پسند، انقلاب کی حدبندی کو جغرافیائی وجوہات کے ساتھ جوڑ کر **بیرونی علتوں اور میکانیکی نظریات** کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ چیئرمین ماؤ نے ان کے بارے میں کہا تھا:

"یہ لوگ سماجی ترقی کے اسباب کو سماج سے باہر کے عوامل، جیسے جغرافیہ اور آب وہوا سے منسوب کرتے ہیں۔ یورپ میں یہ طرزِ فکر 17ویں اور 18ویں صدی میں میکانیکی مادیت اور 19ویں و20ویں صدی کے آغاز میں سطحی ارتقائیت کی صورت میں موجود تھا۔"

مشرقی بنگال کی کمیونسٹ پارٹی اسی پرانے اور فرسودہ نظریے کو نئے انداز میں پیش کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔

اسی پیراگراف میں وہ بھارت کو "ہندوستان" کہتے ہیں، جو کہ فرقہ پرستانہ ذہنیت کی غمازی ہے اور وہی سوچ ہے جو پاکستانی نوآبادیاتی حکمران استعمال

کرتے ہیں۔

اسی مقام پر وہ کہتے ہیں" : **ہماری بنگالی قوم کی آزادی مشرقی بنگال تک محدود ہے۔**"

توکیا وہ مغربی بنگال کے لوگوں کو بھی بنگالی قوم میں شامل کرتے ہیں؟ اس طرح وہ مغربی بنگال کو شامل کرکے **متحدہ بنگال** کا خواب دیکھتے ہیں۔ نجی گفتگو میں وہ مشرقی اور مغربی بنگال کے عوام کو ایک قوم قرار دیتے ہیں اور انقلاب کے بعد مشرقی اور مغربی بنگال کو جوڑ کر "**ریاستہائے متحدہ** "بنانے کا تصور رکھتے ہیں۔ یہ نظریہ مکمل طور پر **مارکس مخالف** ہے۔

پاکستان میں شمولیت کے تاریخی مرحلے کے بعد مشرقی بنگال کے عوام ایک علیحدہ قوم بن چکے ہیں۔ موجودہ مرحلے پر مشرقی بنگال مغربی بنگال سے معیشت، ثقافت، ذہنیت وغیرہ میں مکمل طور پر مختلف ہے۔ مارکسی نظریے کے مطابق، حتیٰ کہ قومی جمہوری انقلاب مکمل ہونے کے بعد بھی سوشلسٹ معاشرے میں طبقاتی جدوجہد جاری رہے گی، اور جب تک دنیا میں سامراج اور سرمایہ داری موجود ہے، ریاست بھی موجود رہے گی۔

لہٰذا، موجودہ مرحلے میں یا سوشلسٹ مرحلے میں بھی مشرقی اور مغربی بنگال کو متحد کرنے کا نظریہ **مارکسزم کے خلاف** ہے۔ صرف **کمیونسٹ سماج** میں، جب طبقات اور ریاست کا خاتمہ ہوجائے گا، تب ہی مشرقی بنگال اور پوری دنیا کا اتحاد ممکن ہوگا۔

'دشمن کیمپ کے تین دشمن' کا تجزیہ

باب "دشمن کیمپ کے تین دشمن" میں انہوں نے **پرانی شراب کو نئی بوتل میں پیش کیا۔**

انہوں نے مونی سنگھ - مظفر احمد اور عبد الحق -ٹہ گروہ کے ریوژن پسند نظریے کے مطابق تین شیطانی مچھلیوں — سامراج، جاگیرداری، اور بڑی واجارہ دار سرمایہ داری — کو مشرقی بنگال کے عوام کا دشمن قرار دیا۔

لیکن ان تضادات کے باوجود، انہوں نے **مشرقی بنگال کے عوام اور پاکستانی اجارہ دار سرمایہ داروں و جاگیرداروں کے درمیان قومی تضاد** کو تسلیم نہیں کیا، حالانکہ ** غیر فطری انداز میں ہی سہی، ایک جگہ وہ خود کہتے ہیں:

"یہ استحصال اور ظلم برطانوی نوآبادیاتی دور سے بھی زیادہ ہے۔"

جب کسی قوم کا استحصال نوآبادیاتی انداز سے بھی زیادہ ہو، تو یہ خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ قوم نوآبادیاتی طرز پر ظلم و استحصال کا شکار ہے۔

یوں وہ **بے ارادہ طور پر** ہمارے نظریے کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

مشرقی بنگال پر ہونے والے نوآبادیاتی استحصال کو چھپانے کے لیے وہ اسے "خصوصی استحصال" کہتے ہیں۔

لیکن مارکسسٹ کبھی بھی اتنے اہم سوال کو اس قدر مبہم انداز میں بیان نہیں کرتے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں، **"خصوصی استحصال "** سے ان کی کیا مراد ہے؟

انہوں نے مشرقی بنگال کے عوام اور سوویت سوشلسٹ سامراج کے درمیان قومی تضاد کو بھی تسلیم نہیں کیا۔

ہماری سیاسی پوزیشن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک اور اقوام کا **امریکی سامراج** اور **سوویت سوشلسٹ سامراج** سے تضاد بنیادی ہے۔

اسی بنیاد پر ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جس طرح امریکی سامراج

انسانیت کا دشمن ہے، اسی طرح **سوویت سوشلسٹ سامراج** بھی دنیا کے عوام کا دشمن ہے۔

سوویت سامراجی پاکستان کے نوآبادیاتی حکمرانوں کو ساتھ ملا کر ایک **چین مخالف، کمیونزم مخالف اور عوام دشمن اتحاد** بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔
یہ لوگ مشرقی بنگال کی قومی آزادی اور سوشلزم و کمیونزم کے قیام کی جدوجہد کو ہرگز سپورٹ نہیں کریں گے۔
سوویت نواز ریوژن پسند عناصر مشرقی بنگال میں مسلسل انقلابی تحریک کو کچلنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔
یہ ریوژن پسند درحقیقت **پاکستانی نوآبادیاتی حکمرانوں، جاگیرداروں، سامراجیوں، بورژوا عناصر، ہندوستانی توسیع پسندوں اور تمام ردّ انقلابی قوتوں کے ایجنٹ** ہیں۔

لہٰذا، جب مشرقی بنگال کے عوام کے قومی دشمنوں میں سوویت سامراجیوں اور ان کے ریوژن پسند پیروکاروں کا ذکر نہیں کیا جاتا، تو وہ دراصل خود **ریوژن پسند کردار** ظاہر کرتے ہیں۔

چیئرمین ماؤ نے فرمایا:
"سامراج کے خلاف جدوجہد کرنے کے لیے ریوژن ازم کے خلاف بھی لڑنا ضروری ہے۔"
لیکن یہ لوگ سامراج کے خلاف لڑنا چاہتے ہیں، **ریوژن ازم کے خلاف نہیں**۔
لہٰذا یہ **دراصل سامراج مخالف بھی نہیں** ہیں۔

چھوٹے بورژوا طبقے کے مارکس مخالف گویوارا پسند رومان پرور انقلابی کہتے ہیں کہ **سامراج کے خلاف جدوجہد کو ریویژن ازم کے بغیر** بھی چلایا جا سکتا ہے، یہی رویہ یہ لوگ اپنائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا، یہ دراصل **گویوارسٹ** ہیں۔

ہندوستانی توسیع پسندی کو نظر انداز کرنا

انہوں نے مشرقی بنگال کے عوام اور **ہندوستانی توسیع پسندی** کے درمیان قومی تضاد کا بھی ذکر نہیں کیا۔

کیونکہ بھارتی توسیع پسند **سرمایہ کاری کے ذریعے استحصال نہیں کر سکتے**، وہ مارکیٹ کے لیے علاقے پر قبضے اور سرحدی توسیع چاہتے ہیں۔

وہ مشرقی بنگال کی آزادی کی حمایت صرف **بورژوا قیادت** میں کریں گے، تاکہ وہ وہاں اپنا مفاد حاصل کر سکیں اور ایک **چین مخالف، کمیونسٹ مخالف اور عوام دشمن اتحادی** پائیں۔

لیکن اگر **پرولتاری قیادت** میں آزاد مشرقی بنگال قائم ہو جائے، تو وہ آسام، تریپورہ، مغربی بنگال اور پورے ہندوستان کی پرولتاری تحریک کے لیے فائدہ مند ہو گا۔

اسی لیے بھارتی توسیع پسند **پرولتاری قیادت میں آزادی کی جدوجہد** کو ہر ممکن طریقے سے کچلنے کی کوشش کریں گے۔

لہٰذا، **ہندوستانی توسیع پسند بھی مشرقی بنگال کے عوام کے دشمن ہیں۔**

مگر نام نہاد مشرقی بنگال کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں نے اس تضاد کو نظر انداز کر کے توسیع پسندی سے **تعاون کا مظاہرہ** کیا ہے۔

تضادات کی درجہ بندی کا انکار

انہوں نے لکھا:

"یہ تین دشمن (سامراج، جاگیرداری، اجارہ داری سرمایہ داری) ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، ایک دوسرے کا دفاع اور خدمت کرتے ہیں۔ ہم ان پر علیحدہ علیحدہ حملہ نہیں کر سکتے۔"

ایک اور جگہ انہوں نے کہا:

"ہمیں ان تین دشمنوں کو الگ نہیں کرنا چاہیے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان تینوں (سامراج، جاگیرداری، اجارہ داری) میں سے کسی کو بھی **مرکزی دشمن** نہیں مانتے۔

یہی موقف عبدالحق اور طٰہ گروہ کا بھی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ **مرکزی تضاد کا تعین حکمتِ عملی کا نہیں بلکہ حکمتِ عملی کی تکنیک ٹیکٹس کا مسئلہ ہے۔**

یہ نظریات مکمل طور پر **جدلیاتی مادیت** کے خلاف ہیں۔

چیئرمین ماؤ نے فرمایا:

"اگر کسی عمل میں کئی تضادات ہوں تو ان میں ایک تضاد بنیادی ہوتا ہے، جو قیادت اور فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے، باقی سب ثانوی اور تابع ہوتے ہیں۔"

لہٰذا، جب بھی کسی پیچیدہ عمل کا مطالعہ کریں جس میں کئی تضادات ہوں، ہمیں لازماً اس کا **بنیادی تضاد** تلاش کرنا ہوگا۔

ایک بار جب مرکزی تضاد سمجھ میں آجائے تو باقی مسائل آسانی سے حل کیے جا سکتے ہیں۔

انھوں نے مزید کہا:

"ہزاروں دانشور اور عملی کارکن ایسے ہیں جو اسے نہیں سمجھتے اور مسائل کی تہہ تک نہیں پہنچ پاتے، اس لیے وہ تضادات کو حل کرنے کی راہ نہیں نکال پاتے۔"

"مگر جو کچھ بھی ہو، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی ترقیاتی مرحلے پر ایک ہی بنیادی تضاد ہوتا ہے جو قیادت کرتا ہے۔"

لہٰذا، ہمیں مختلف تضادات کا تجزیہ کرکے لازمی طور پر **بنیادی تضاد** اور **مرکزی دشمن** کی تعیین کرنی چاہیے، جس پر پرولتاری طبقہ ضرب لگائے۔

یہ **جدلیاتی مادیت کا بنیادی اصول** ہے، جو مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر کا فلسفہ ہے۔

رفیق اسٹالن نے کہا تھا:

"حکمت عملی یہ ہے کہ انقلاب کے کسی بھی مخصوص مرحلے پر پرولتاریہ کے مرکزی حملے کی سمت کو متعین کیا جائے، اور اسی کے مطابق انقلابی قوتوں (مرکزی اور ثانوی ذخائر) کی ترتیب کا منصوبہ بنایا جائے، اور اس منصوبے کو پورے انقلابی مرحلے میں نافذ کیا جائے۔"

لہٰذا، **بنیادی تضاد کی تعیین** پرولتاری انقلاب کا ایک **بنیادی سوال** ہے، اور یہ **حکمتِ عملی (strategy)** کا مسئلہ ہے، نہ کہ صرف حکمتِ عملی کی تکنیک (tactics) کا۔

لیکن مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں نے جب اس بنیادی تضاد کو محض ایک وقتی حکمتِ عملی کا سوال قرار دیا، تو انھوں نے **جدلیاتی مادیت** کے ایک بنیادی نظریے کو مسخ کر دیا، جو کہ **مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر کا فلسفہ** ہے۔

چیئرمین ماؤ نے فرمایا:

"مارکسزم کے بنیادی اصولوں اور اس کی آفاقی صداقت کا انکار ریوژن ازم ہے۔"

ہم جب مشرقی بنگال کی نام نہاد کمیونسٹ پارٹی کے اصل کردار کو بے نقاب کرتے ہیں، تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اس پارٹی کے خالقین نے مارکسزم کے بہت سے بنیادی نظریات کو بگاڑا اور مسخ کیا ہے۔

لہٰذا، چاہے وہ مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر کے پردے میں اپنے آپ کو جتنا بھی چھپانے کی کوشش کریں، وہ اپنے **بورژوا طبقاتی کردار** کو چھپا نہیں سکتے۔

درحقیقت، وہ لوگ جو ظاہر میں **بائیں بازو** کے اور اندر سے **دائیں بازو** کے ہوتے ہیں، وہ **ترمیم پسند** ہیں۔

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر زندہ باد!

ریوژن ازم اور نیو-ریوژن ازم کو کچل دو!

ماخذ:

http://sarbaharapath.com/?p=184

سراج سکدر

مشرقی بنگال ورکرز موومنٹ کا شیخ مجیب اور عوامی لیگ کے نام کھلا خط

تاریخ: 2 مارچ 1971

پہلی اشاعت: مارچ 1971

یہ ایڈیشن: مارکسسٹس ڈاٹ آرگ، مارچ 2013

ماخذ: کمیونسٹ پارٹی مارکسسٹ-لیننسٹ-ماؤسٹ بنگلہ دیش کے بلاگ سے،

http://sarbaharapath.com

شیخ مجیب،

آپ اور آپ کی جماعت کی چھ نکات کی تحریک کی خونچکاں تاریخ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ان مطالبات کو صرف مسلح جدوجہد اور پاکستان سے علیحدگی و آزادی کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مشرقی بنگال کے ستر ملین عوام نے آپ اور آپ کی جماعت کو اس لیے ووٹ دیا کہ آپ پاکستان کے غیر بنگالی حکمران طبقے کی نوآبادیاتی حکمرانی اور استحصال کا خاتمہ کریں اور ایک خودمختار، آزاد عوامی جمہوریہ مشرقی بنگال قائم کریں۔

مشرقی بنگال کے عوام کی اس خواہش کو حقیقت بنانے کے لیے، مشرقی بنگال ورکرز موومنٹ آپ اور آپ کی جماعت کو درج ذیل تجاویز پیش کرتا ہے:

ہماری تجاویز

مشرقی بنگال کے منتخب نمائندے اور قومی اسمبلی میں اکثریتی قائد کی حیثیت سے، آپ اعلان کریں کہ مشرقی بنگال ایک آزاد، جمہوری، پرامن، غیر جانبدار، ترقی پسند عوامی جمہوریہ ہے۔

آزاد عوامی جمہوریہ مشرقی بنگال کی عبوری حکومت قائم کریں، جو محنت کشوں، کسانوں اور محب وطن جماعتوں وافراد (خواہ وہ علانیہ ہوں یا زیر زمین) کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔

ضرورت ہو تو اس حکومت کا دفتر کسی غیر جانبدار ملک منتقل کریں۔

پاکستانی نو آبادیاتی حکمرانوں کے خلاف ملک گیر مسلح قومی آزادی کی جنگ کا اعلان کریں۔

اس مقصد کے لیے قومی آزادی کی فوج تشکیل دی جائے، دشمنوں کا دیہی و شہری علاقوں میں صفایا کیا جائے اور ان کے اداروں کو تباہ کیا جائے۔

قومی آزادی کی جدوجہد کو منظم کرنے کے لیے قومی آزادی کونسل یا قومی آزادی محاذ تشکیل دیا جائے، جو محنت کشوں، کسانوں اور دیگر محب وطن نمائندوں پر مشتمل ہو۔

مشرقی بنگال کے عوام کو علانیہ و خفیہ، پرامن و مسلح، اصلاح پسندانہ و انقلابی تمام طریقوں سے جدوجہد کی اپیل کی جائے۔

عوامی جمہوریہ مشرقی بنگال مندرجہ ذیل پروگراموں کے نفاذ کی ضمانت دے:

a) پاکستان کے نوآبادیاتی حکمرانوں کا مکمل خاتمہ اور ان کی جائیداد کی قومی تحویل۔

تمام ظالمانہ و غیر مساوی معاہدوں کا خاتمہ، غداروں کی جائیدادیں ضبط کی جائیں اور بدنام ترین افراد کو سخت ترین سزا دی جائے۔

b) مشرقی بنگال کے قومی غداروں کے تمام شہری حقوق منسوخ کیے جائیں۔

محنت کشوں، کسانوں اور محب وطن عوام پر مشتمل قومی حکومت قائم کی جائے جو عوامی انتخابی حق کی بنیاد پر ہو۔

c) دیہی علاقوں میں حکومت کی جانب سے زمین چھیننے کے عمل کو ختم کیا جائے، اور سرکاری اراضی، جاگیرداروں اور زمین داروں کی جائیدادیں غریب کسانوں میں تقسیم کی جائیں۔

محب وطن جاگیرداروں وزمین داروں کے استحصال کو محدود کیا جائے۔

d) محنت کشوں کے جدوجہد کا ساتھ دیا جائے تاکہ 8 گھنٹے کا کام، ٹریڈ یونین کے حقوق اور ان کے دیگر جائز مطالبات تسلیم کیے جائیں۔

e) بڑی صنعتوں، مالیاتی اداروں اور مواصلاتی نظام کو قومی تحویل میں لیا جائے۔

f) طلبہ، اساتذہ اور دانشوروں کے جائز مطالبات پورے کیے جائیں۔

g) مذہبی، لسانی اور قبائلی اقلیتوں کو ہر سطح پر برابر کے حقوق دیے جائیں۔

h) مشرقی بنگال کے مختلف علاقوں کی غیر مساوی ترقی کو ختم کیا جائے اور مساوی ترقی کو یقینی بنایا جائے۔

i)سیلاب، طوفان، مدوجزر، خشک سالی، کیڑے اور قحط جیسے قدرتی مسائل کے لیے منظم بندوبست کیا جائے۔

j)قومی ثقافت، فنون، تعلیم، تحقیق، کھیلوں اور جسمانی تربیت کی ترقی کے لیے نظام قائم کیا جائے۔

k)پانچ اصولوں کی بنیاد پر پرامن بقائے باہمی کی خارجہ پالیسی اپنائی جائے۔

l)دنیا کے مختلف ممالک میں قومی آزادی اور سماجی ترقی کی جدوجہد کا ساتھ دیا جائے۔

m)مشرقی بنگال میں امریکی سامراجی سرگرمیوں کے خلاف انتباہ جاری کیا جائے۔

دوراستے

مشرقی بنگال کے عوام کے سامنے دوراستے ہیں:

ایوب-یحییٰ-یعقوب کی گولی اور سنگین کے آگے سر جھکا دینا، اور ایک غیر یقینی مدت تک نو آبادیاتی غلامی اور استحصال کو قبول کر لینا۔

یا پھر مسلح قومی آزادی کی جنگ کا آغاز کرنا۔

مشرقی بنگال کے عوام نے اپنے خون سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے لیے آزادی سے بڑھ کر کوئی شے عزیز نہیں۔

لہٰذا، ان تجاویز کی بنیاد پر آپ اور آپ کی جماعت کو عوام کی امنگوں کی نمائندگی کرنی چاہیے۔

بصورتِ دیگر، مشرقی بنگال کے عوام آپ اور عوامی لیگ کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔

مشرقی بنگال کی آزادی زندہ باد!

عوامی جمہوریہ مشرقی بنگال زندہ باد!

پاکستانی نو آبادیاتی حکمرانوں اور ان کے ایجنٹوں کو نیست و نابود کرو!

شہروں اور دیہاتوں میں قومی آزادی کی جنگ شروع کرو!

تمام محب وطن قوتیں متحد ہو جائیں!

سراج سکدر

مشرقی بنگال ورکرز موومنٹ کے نکات (حصہ اول)

تاریخ: 1 دسمبر 1968

پہلی اشاعت: جنوری 1968، ترمیم شدہ شکل میں: 1 دسمبر 1968

یہ ایڈیشن: مارکسسٹس ڈاٹ آرگ، نومبر 2012

ماخذ: کمیونسٹ پارٹی مارکسسٹ-لیننسٹ-ماؤسٹ بنگلہ دیش کا بلاگ:

http://sarbaharapath.com

تعارف

ہم اپنے ملک میں انقلاب کی صورتِ حال پر مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر کو کیسے لاگو کریں گے؟

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر وہ تیر ہے جسے ہمیں مشرقی بنگال کے انقلاب کے ہدف پر چلانا ہے۔

جو لوگ یہ تیر بے مقصد اور غیر منظم انداز میں پھینکتے ہیں، وہ انقلاب کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

بعض افراد جو خود کو مارکسسٹ کہتے ہیں، موقع پرستی اور رد انقلابی کردار ادا کر رہے ہیں کیونکہ وہ "بے ہدف تیر اندازی" کرتے ہیں۔

چیئرمین ماؤ نے فرمایا:

"ماضی کی غلطیوں کو بغیر کسی رعایت کے بے نقاب کرنا ضروری ہے؛ ان کا سائنسی انداز میں تجزیہ اور تنقید کرنا لازم ہے تاکہ آئندہ کام زیادہ سنجیدگی سے اور بہتر انداز میں انجام دیا جا سکے۔ اسی کو کہتے ہیں: 'ماضی کی غلطیوں سے سیکھنا تاکہ مستقبل کی غلطیوں سے بچا جا سکے'۔"

استعماری دور میں ناکامی کی وجوہات

برطانوی راج کے دور میں، ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی نوآبادیاتی و جاگیرداری نظام کے خلاف جدوجہد کی قیادت کرنے اور سوشلزم قائم کرنے میں کیوں ناکام رہی؟

آزادی کے بعد مشرقی پاکستان میں کمیونسٹ پارٹی نوآبادیاتی و جاگیرداری استحصال کے خلاف سوشلسٹ راہ ہموار کرنے میں کیوں ناکام رہی؟

ہمیں ان ناکامیوں کی وجوہات کو بے رحمی سے سائنسی انداز میں بے نقاب کرنا ہوگا تاکہ مستقبل میں وہی غلطیاں نہ دہرائی جائیں، اور مارکسزم-لیننزم-ماؤزے تنگ فکر کے پیروکار اپنی تاریخی ذمہ داری ادا کر سکیں۔

تمام دنیا کے محنت کشو، متحد ہو جاؤ!

آزادی سے قبل کا دور

برطانوی حکومت کے دور میں ہندوستانی سماج کی ترقی میں درج ذیل بنیادی تضادات موجود تھے:

ہندوستانی عوام کا برطانوی نو آبادیاتی نظام کے خلاف تضاد

ہندوستان کے وسیع کسان طبقے کا جاگیرداری نظام کے خلاف تضاد

ہندوستانی محنت کش طبقے کا بورژوازی کے خلاف تضاد

مسلم بورژوازی، جاگیردار اور مزدور-کسان اور غیر مسلم (خصوصاً ہندو) بورژوازی، جاگیردار اور مزدور-کسان کے درمیان فرقہ وارانہ تضاد

ہندوستان کی بورژوازی، چاہے مسلم ہو یا غیر مسلم، نے اپنے طبقاتی مفاد میں آزادی کا مطالبہ کیا۔

ابتدائی تحریک آزادی میں بورژوا طبقہ متحد تھا، مگر مسلم بورژوازی اور جاگیرداروں نے محسوس کیا کہ وہ زیادہ ترقی یافتہ غیر مسلم بورژوازی اور جاگیرداروں کے ہاتھوں مٹ سکتے ہیں۔

لہٰذا، اپنے مفاد کے تحفظ کے لیے مسلم لیگ بنائی گئی اور آزاد پاکستان کا مطالبہ کیا گیا۔

مسلم بورژوازی اور جاگیرداروں نے غیر مخالف فرقہ وارانہ تضاد کو استعمال کرتے ہوئے مسلم مزدوروں اور کسانوں کو اپنے مطالبے کے ساتھ جوڑا۔

اسی طرح غیر مسلم بورژوازی اور جاگیرداروں نے متحدہ ہندوستان اور مسلم لیگ کے خلاف سازشوں کے ذریعے غیر مسلم عوام کو اپنے پیچھے کھڑا کرنے کی کوشش کی۔

برطانوی نوآبادیاتی حکمران خود بھی فرقہ وارانہ سازشوں کو ہوا دے کر ہندوستانی آزادی کی تحریک کو تقسیم اور کمزور کرتے رہے تاکہ اپنا استحصال جاری رکھ سکیں۔

اس سب کے نتیجے میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے، اور جو غیر متصادم فرقہ وارانہ تضاد تھا وہ متصادم (antagonistic) شکل اختیار کر گیا۔

مزدور اور کسان مذہبی بنیادوں پر مسلم لیگ یا کانگریس کے پیچھے صف آراء ہو گئے۔

اگرچہ ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں دراڑ سے برطانوی حکومت کو اپنا تسلط برقرار رکھنا آسان ہوا، مگر دوسری جنگ عظیم کے شدید نقصانات، محب وطن انقلابیوں کی قربانیاں، اور عوام میں بیداری کی وجہ سے برطانوی نوآبادیاتی حکمرانوں نے مسلم لیگ اور کانگریس کو اقتدار سونپ کر یہاں نیم نوآبادیاتی نظام قائم کیا، جس کے ذریعے وہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔

اسی عمل کے نتیجے میں پاکستان اور ہندوستان کا قیام عمل میں آیا۔

بھارت میں سوشلسٹ انقلاب کیوں ناکام ہوا؟

آزادی سے پہلے ہندوستان کی سماجی ساخت نوآبادیاتی، جاگیرداری اور نیم جاگیرداری تھی۔

نوآبادیاتی حکمرانوں نے جاگیردار طبقے کے ذریعے دیہی علاقوں میں وسیع کسانوں کا استحصال کیا۔

لہٰذا، اس خطے میں انقلاب کی نوعیت قومی جمہوری انقلاب ہونی چاہیے تھی، جس کا حتمی ہدف سوشلسٹ نظام ہوتا۔

بورژوازی اس انقلاب کو مکمل کرنے کی اہل نہیں تھی۔

یہ تاریخی فریضہ پرولتاریہ اور اس کی پارٹی کا تھا کہ وہ اس انقلاب کو انجام دے۔

چیئرمین ماؤ کے مطابق، اس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ضروری تھیں:

(الف)مارکسزم-لینن ازم کے نظریے سے مسلح، خود تنقیدی طریقے سے کام کرنے والی، عوام سے جڑی ہوئی منظم پارٹی

(ب)ایسی پارٹی کی قیادت میں انقلابی فوج

(ج)تمام انقلابی طبقات اور گروہوں کا متحدہ محاذ

انڈین کمیونسٹ پارٹی ان شرائط کو پورا کرنے میں ناکام رہی۔

نتیجتاً، بورژوازی اور جاگیرداروں نے تحریک آزادی کی قیادت سنبھالی اور فرقہ وارانہ تضاد سے فائدہ اٹھا کر عوام کو مذہب کی بنیاد پر تقسیم کیا۔

اس تقسیم نے انہیں ہندوستان کو اپنے طبقاتی مفاد میں بانٹنے کا موقع دیا۔

چیئرمین ماؤ نے کہا:

"ایک انقلابی پارٹی عوام کی رہنما ہوتی ہے، اور کوئی بھی انقلاب کامیاب نہیں ہو سکتا جب انقلابی پارٹی عوام کو گمراہ کرے۔"

آزادی کے بعد مشرقی بنگال کا سماجی تجزیہ اور تضادات

1. مشرقی بنگال کے عوام اور پاکستانی نو آبادیاتی حکمرانوں کے درمیان قومی تضاد

پاکستان کی تخلیق کے وقت مسلم بورژوازی اور جاگیردار طبقہ جو پنجاب، سندھ، فرنٹیئر، دہلی، لکھنؤ اور بمبئی جیسے علاقوں میں ترقی یافتہ تھا، اس نے قیادت سنبھال لی، جبکہ بنگالی بورژوازی اور جاگیردار عددی طور پر کمزور اور کم ترقی یافتہ تھے۔

مشرقی بنگال کے ہندو جاگیردار اور بورژوا طبقہ، مسلمان کسانوں، مزدوروں اور اشرافیہ پر مذہبی اور معاشی استحصال کرتے تھے۔ جب بنگال کی تقسیم کے ذریعے مشرقی بنگال کو ایک علیحدہ مسلم اکثریتی صوبہ بنایا گیا، تو بنگالی مسلم طبقے نے اس کا خیر مقدم کیا کہ شاید اس سے استحصال میں کمی آئے۔ لیکن ہندو طبقہ اس کے خلاف تھا۔ اس مخالفت کے نتیجے میں تقسیم منسوخ ہوئی۔

چونکہ تحریک آزادی کی قیادت کمیونسٹ پارٹی کے بجائے بورژوا اور جاگیردار طبقے کے ہاتھ میں تھی، اس لیے مشرقی بنگال کا پاکستان میں شامل ہونا تاریخی ناگزیر تھا۔

پاکستان بننے کے بعد غیر بنگالی اشرافیہ نے، مرکز کو کراچی میں رکھ کر، ریاستی ادارے جیسے فوج و بیوروکریسی (جن پر ان کا قبضہ تھا) کے ذریعے ریاستی مشینری پر اجارہ داری قائم کی۔ وہ مشرقی بنگال کے وسائل جیسے پٹ سن، چائے، چمڑا اور سستے مزدوروں سے فائدہ اٹھا کر خود کو مضبوط کرتے گئے۔

انہوں نے اردو زبان مسلط کر کے مشرقی بنگال کی لسانی شناخت کو ختم کرنے کی کوشش کی، جس کے خلاف 1952 کی لسانی تحریک نے بھرپور مزاحمت کی۔

اب مشرقی بنگال کی قومی شناخت، معیشت، ثقافت اور خودمختاری کی راہ میں پاکستانی حکمران طبقہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اور یہی استحصالی نظام مشرقی بنگال کو ایک نو آبادیاتی حیثیت میں رکھتا ہے۔

2. مشرقی بنگال کے کسان طبقے کا جاگیرداری نظام سے تضاد

دیہی علاقوں میں پولیس، سرکل افسران، بی ڈی ممبران، زمیندار، مالدار کسان اور بدمعاش طبقے کی مدد سے جاگیردارانہ استحصال کیا جاتا ہے۔

استحصال کی شکلیں:

زمین پر ٹیکس اور دیگر محصولات میں اضافہ

دیہاتوں میں راشننگ کا فقدان

بنیادی تعلیم، صحت، آبپاشی، سیلاب روکنے جیسے منصوبوں کی عدم فراہمی

بیگار، سود، ٹھیکے داری، قرض میں جکڑنا

پاکستانی نو آبادیاتی حکمران طبقہ جاگیرداری کو برقرار رکھ کر سرمایہ جمع کرتا ہے تاکہ اپنے طبقے کو ترقی دے سکے۔

3. مشرقی بنگال کے عوام کا سامراجی و توسیع پسند قوتوں سے تضاد

(الف) امریکی سامراج سے تضاد

امریکہ ایک طرف پاکستانی نو آبادیاتی حکمرانوں سے رشتہ قائم رکھتا ہے اور دوسری طرف مشرقی بنگال کے بورژوا طبقے کو بھی ساتھ ملا رہا ہے تاکہ دونوں پر دباؤ ڈال کر اپنے مفادات حاصل کرے۔

امریکہ قرض، سرمایہ کاری اور فوجی معاہدوں کے ذریعے استحصال کر رہا ہے۔

وہ پاکستان اور بھارت دونوں کو ساتھ ملا کر چین مخالف اتحاد بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

امریکہ چھ نکاتی تحریک اور عوامی لیگ کی قیادت کرنے والے سامراجی حامی بورژوا طبقے کی پشت پناہی کر رہا ہے۔

(ب)سوویت سوشلسٹ سامراج سے تضاد

سوویت یونین، پاکستانی نو آبادیاتی حکمرانوں کو ساتھ ملا کر چین مخالف اتحاد قائم کر رہا ہے۔

یہ طاقتیں مشرقی بنگال کی آزادی کی تحریک کو نہ صرف سپورٹ نہیں کرتیں بلکہ اسے کچلنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ یہاں بھی اپنا اثرورسوخ قائم کر سکیں، جیسا کہ انہوں نے نائجیریا، برما اور ویتنام میں کیا۔

(ج)ہندوستانی توسیع پسندی سے تضاد

بھارت کا سرمایہ دار اور جاگیردار حکمران طبقہ صرف اس وقت مشرقی بنگال کی آزادی کی حمایت کرے گا، جب قیادت بورژوا کے ہاتھ میں ہو تاکہ وہ ایک چین مخالف اور کمیونزم مخالف اتحادی حاصل کر سکیں۔

لیکن اگر مشرقی بنگال پرولتاری قیادت میں آزاد ہو جائے، تو وہ بھارت کے آسام، مغربی بنگال، بہار اور تریپورہ جیسے علاقوں میں انقلابی تحریکوں کو طاقت فراہم کرے گا۔ اس لیے بھارتی توسیع پسند ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ایک پرولتاری مشرقی بنگال نہ بن سکے۔

4. مشرقی بنگال کی بورژوازی کا محنت کش طبقے سے تضاد

مشرقی بنگال کی بورژوازی تین حصوں میں منقسم ہے:

وہ جو پاکستانی حکمران طبقے کے ساتھ ہے—قومی غدار

وہ جو امریکی سامراج سے جڑی ہوئی ہے—موقع پرست

وہ جو حقیقی قومی بورژوازی ہے—وقتی طور پر عوام دوست، اگر وہ سامراج اور استحصال کے خلاف جدوجہد کرے

قومی جدوجہد ان کے موجودہ قیادت میں مکمل نہیں ہو سکتی۔

اگر پرولتاری جماعت قیادت سنبھالے، کسانوں کو مسلح جدوجہد کی طرف راغب کرے اور سامراجی اتحادوں کو ناکام بنائے، تو عوامی تحریک کامیاب ہو سکتی ہے۔

مرکزی تضاد (Principal Contradiction)

مذکورہ تمام تضادات میں سب سے اہم ہے:

مشرقی بنگال کے عوام کا پاکستانی نو آبادیاتی حکمران طبقے سے قومی تضاد۔

لیکن جب امریکہ، سوویت یونین یا بھارت مشرقی بنگال کی عوامی جدوجہد کو کچلنے کے لیے فوجی مداخلت کریں گے، تو ان میں سے جو بھی غالب ہوگا، وہ مرکزی دشمن بن جائے گا، اور عوامی جدوجہد کو اسی تضاد کے مطابق نئے محاذ پر استوار کرنا ہوگا۔

مشرقی بنگال کا انقلاب اور اس کی نوعیت

انقلاب کی نوعیت: قومی جمہوری انقلاب

مشرقی بنگال کے بورژوا اور جاگیردار طبقے نے پاکستان سے اس لیے الحاق کیا کہ وہ اپنے طبقاتی مفادات کو محفوظ رکھ سکیں، مگر جو وسائل اور سہولیات ان کی ترقی کے لیے درکار تھیں، وہ پاکستانی نو آبادیاتی طبقے نے خود ہتھیا لیے۔

لہٰذا، بورژوا ترقی کی راہ ہموار کرنے کے لیے:

جاگیرداری کا خاتمہ ضروری ہے (جمہوری انقلاب کے ذریعے)

نو آبادیاتی تسلط کا خاتمہ ضروری ہے (قومی انقلاب کے ذریعے)

یہی وجہ ہے کہ مشرقی بنگال کا انقلاب ایک قومی جمہوری انقلاب ہوگا، جس کی قیادت پرولتاریہ کرے گا، اور اس کا حتمی مقصد سوشلزم ہوگا۔

خصوصیات:

1. مسلح جدوجہد

پاکستانی حکمران طبقے کی ریاستی مشینری (فوج، پولیس، عدالتیں) کے ذریعے استحصال ہو رہا ہے، لہٰذا اس مشینری کو توڑنا لازم ہے۔

محنت کشوں، کسانوں اور محب وطن طبقات کو متحد کر کے مسلح جدوجہد کے ذریعے نیا انقلابی ریاستی نظام قائم کیا جائے۔

ماؤزے تنگ: "اقتدار بندوق کی نال سے حاصل ہوتا ہے"

2. طویل مدتی جدوجہد (Protracted War)

عوام میں بکھراپن

درست مارکسی-لیننی-ماؤزے تنگ نظریاتی پارٹی کی عدم موجودگی

ریویژن ازم کی گمراہی

رد انقلابی نظریات کا اثر

ان سب کے باعث فوری کامیابی ممکن نہیں، بلکہ یہ جدوجہد طویل اور کٹھن جنگ کے ذریعے مکمل ہوگی۔

3. دیہات سے شہروں کا گھیراؤ

جیسا کہ ماؤ نے کہا:

"انقلاب وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں رد انقلابی قوتیں کمزور ہوں"

لہٰذا:

دیہی علاقوں میں جا کر گوریلا جنگ شروع کرنا

بنیادی علاقے (Base Areas) قائم کرنا

ان دیہی علاقوں سے شہروں کا گھیراؤ کر کے آخر کار شہری اقتدار پر قبضہ

4. متحدہ محاذ کی تشکیل

قومی پرچم تلے

قومی جدوجہد کی بنیاد پر

پرولتاری قیادت میں

محنت کشوں، کسانوں، درمیانے طبقے اور محب وطن قوتوں کا اتحاد

مگر اس متحدہ محاذ میں پرولتاری جماعت کی نظریاتی، سیاسی و تنظیمی آزادی برقرار رکھنا ضروری ہے۔

اس قیادت کی ضمانت صرف پرولتاری قیادت میں عوامی فوج سے ممکن ہے۔

ماؤ: "بغیر عوامی فوج کے، عوام کے پاس کچھ نہیں"

قومی جمہوری انقلاب کی عمومی حکمتِ عملی

پرولتاری قیادت میں ایسے علاقوں میں جانا جہاں دشمن کمزور ہو—جیسے پہاڑی اور جنگلاتی دیہی علاقے

دیہی محنت کشوں، غریب کسانوں کو جاگیرداری و نوآبادیاتی گوریلا جنگ پر ابھارنا

زرعی انقلاب:

نوآبادیاتی زمینداروں کی زمین ضبط کرکے غریب کسانوں میں تقسیم

پولیس و بی ڈی کے حامیوں کو کچلنا

حب الوطن زمینداروں کی طرف سے استحصال کی شدت کم کرنا

مناسب موقع پر زمین کی اصلاحات نافذ کرنا

گوریلا فوج کو منظم کرکے باقاعدہ فوج میں تبدیل کرنا

بنیادی علاقے(Base Area)قائم کرنا

دیہی علاقوں پر قبضہ، پھر شہروں کا گھیراؤ اور آخر کار شہروں پر قبضہ

پاکستانی نو آبادیاتی طبقے، امریکی وسوویت سامراج اور ان کے مقامی ایجنٹوں کی جائیدادیں ضبط کرنا

قبضہ شدہ علاقوں میں قومی جمہوری حکومت قائم کرنا، جو پرولتاری قیادت میں عوامی آمریت کے تحت دشمنوں پر سختی اور عوام پر جمہوریت کا اطلاق کرے

اقلیتوں کو خود مختاری اور علیحدگی کا حق دینا

غیر بنگالی محب وطن اقوام کو ثقافتی ولسانی ترقی کی مکمل آزادی دینا

عوام کے مذہبی حقوق کا تحفظ

انقلابی جنگ کی حکمتِ عملی

جب تک باقاعدہ فوج نہ بنے، گوریلا جنگ ہی بنیادی شکل ہو گی

ریڈ آرمی بنیادی طور پر کسانوں پر مشتمل ہو گی

گوریلا جنگ کے بیچ میں ہی باقاعدہ فوج تیار ہو گی

یہ جنگ طویل اور صبر آزما ہو گی

مرکزی فریضہ: پرولتاری پارٹی کی تشکیل

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر پر مبنی پرولتاری جماعت کا قیام ضروری ہے۔

تکمیلی کام:

کسانوں کو گوریلا جنگ کی طرف راغب کرنا

کسانوں پر مشتمل گوریلا فوج کی تشکیل

زرعی انقلاب کی قیادت

باقاعدہ فوج اور بیس ایریا کی ترقی

بین الاقوامی تجزیہ

عالمی سطح پر موجود بنیادی تضادات:

امریکی و سوویت سامراج بمقابلہ سوشلسٹ ممالک

امپیریلسٹ وریوژن پسند ممالک کا آپسی تضاد

سامراجی وریوژن پسند ممالک کی حکمران اشرافیہ بمقابلہ اپنی عوام

امریکہ و سوویت سامراج بمقابلہ ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی محکوم اقوام

تجزیہ:

(1) سامراج بمقابلہ سوشلسٹ ممالک

چین عالمی استحصال کے خلاف انقلابی مرکز ہے

چین نہ صرف انقلابی جدوجہد کی قیادت کر رہا ہے بلکہ انقلابی نظریاتی و عملی مدد بھی فراہم کر رہا ہے

یہی وجہ ہے کہ امپیریلسٹ اور ریوژن پسند چین کو کچلنے کی کوشش کر رہے ہیں

ماؤزے تنگ نے کہا:

"آج کی دنیا میں دو ہوائیں ہیں: مشرقی ہوا اور مغربی ہوا، اور مشرقی ہوا مغربی ہوا پر غالب ہے"

(2) امپیریلسٹ ممالک آپس میں

امریکہ اپنے حلیف امپیریلسٹ ممالک کو کمیونزم کے خوف سے باندھے رکھتا ہے

سوویت سامراج، ریوژن پسند ریاستوں کو جنگ کے خوف سے اپنے قبضے میں رکھتا ہے

دونوں آپس میں کبھی تصادم کرتے ہیں، کبھی مل کر دنیا کو بانٹتے ہیں

(3)حکمران طبقہ بمقابلہ اپنی عوام

سامراجی وریوژن اشرافیہ اپنی عوام پر بھی استحصال کرتے ہیں

اقلیتوں پر ظلم بڑھتا جارہا ہے، جیسے امریکہ میں سیاہ فاموں پر ظلم

سوویت یونین بھی اپنے اندر اقلیتوں کو استعمال کر رہا ہے

(4)سامراج بمقابلہ محکوم اقوام (یہی ہے اصل تضاد)

ایشیا، افریقہ، لاطینی امریکہ سامراج کی نئی نوآبادیات بن چکی ہیں

یہی علاقے عالمی سطح پر انقلابی گڑھ بنیں گے

جیسے ویتنام، موزمبیق، فلپائن، فلسطین، نیکاراگوا، نائجیریا، نکسلباری وغیرہ میں جدوجہد جاری ہے

امریکہ وسوویت یونین دنیا کے عوام کے اصل دشمن ہیں

انقلابی پارٹی کی ضرورت

چیئرمین ماؤ:

"انقلاب کے لیے انقلابی پارٹی ضروری ہے۔ایک ایسی پارٹی جو مارکسزم-لینن ازم پر قائم ہو اور انقلابی انداز میں منظم ہو،وہی محنت کش طبقے کی قیادت کر سکتی ہے۔"

مشرقی بنگال کی موجودہ "کمیونسٹ "پارٹیاں:

پرو ماسکو پارٹی:

مارکسی نظریات کو مسخ کر کے نو آبادیاتی و جاگیرداری نظام کی ساتھی بن گئی

مزدوروں کو معاشی اصلاحات کے دھوکے میں رکھا

قومی دشمن

پروپیگنگ پارٹی (مارکسسٹ کہلانے والے نیوریوژن پسند):

صرف زبان سے ماؤزے تنگ کا نام لیتے ہیں، عمل میں ریوژن پسند

نو آبادیاتی استحصال کو نہیں مانتے

عوام کے سامنے استعمار کے ساتھی کے طور پر جانے جاتے ہیں

نئے گروہ اور بکھرے انقلابی

کچھ ذاتی مفاد اور تنظیمی لڑائی کے باعث پارٹیوں سے نکالے گئے

کچھ بے سمتی میں "مارکسزم" کا نام لے کر petit bourgeois نظریات کو چھپاتے ہیں

کچھ خود کو "نکسل باڑی" کے پیروکار کہتے ہیں، مگر عوامی طور پر نو آبادیاتی ریاست کے ساتھ نظر آتے ہیں

راستہ:

"رد کیے بغیر تعمیر ممکن نہیں، اور یہی انقلاب ہے" —ماؤزے تنگ

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر کے سچے پیروکاروں کو:

ریوژن ازم، نیوریوژن ازم اور مارکس مخالف نظریات سے بغاوت کرنی ہوگی

انقلابی پارٹی کی بنیاد رکھنی ہوگی

محنت کش طبقے کی قیادت میں ایک ریڈ فوج، متحدہ محاذ اور نیا انقلابی نظام قائم کرنا ہوگا

اختتامیہ

مشرقی بنگال ورکرز موومنٹ ایک سرگرم تنظیم ہے، جو:

پرولتاری جماعت کی تشکیل

انقلابی نظریے کے فروغ

اور سوشلسٹ انقلاب کی راہ ہموار کرنے کے لیے سرگرم ہے۔

چیئرمین ماؤزے تنگ زندہ باد!

مارکسزم۔لیننزم۔ماؤزے تنگ فکر زندہ باد!

سراج سکدر

مشرقی بنگال کے سماج کی طبقاتی تحلیل (حصہ اول)

تاریخ: 1972

پہلی اشاعت: 1970؛ بدلتے سیاسی حالات کے مطابق 1972 میں ترمیم شدہ اشاعت

یہ ایڈیشن: مارچ 2013، Marxists.org

ماخذ: کمیونسٹ پارٹی مارکسسٹ-لیننسٹ-ماؤسٹ بنگلہ دیش کا بلاگ:

http://sarbaharapath.com

انقلاب کا بنیادی سوال: دشمن کون؟ دوست کون؟

یہ سوال کہ "ہمارے دشمن کون ہیں؟ اور ہمارے دوست کون؟" کسی بھی انقلابی جدوجہد میں سب سے اہم سوال ہوتا ہے۔

ماضی کی تمام انقلابی کوششیں اس لیے ناکام ہوئیں کہ حقیقی دشمنوں پر حملہ کرنے کے لیے حقیقی دوستوں سے اتحاد قائم نہ کیا جا سکا۔

ایک انقلابی پارٹی عوام کی راہنما ہوتی ہے، اور اگر وہ عوام کو غلط سمت میں لے جائے، تو انقلاب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

مشرقی بنگال میں 23 سال اور بھارت میں 46 سال کے تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ ریوژن پسند، نیو-ریوژن پسند، ٹراٹسکائیٹ اور گویوارسٹ عناصر نے عوام کو گمراہ کیا، جس کے باعث دونوں جگہوں پر انقلاب کامیاب نہ ہوسکا۔

لہٰذا، ہمیں اس منفی تجربے سے سبق سیکھنا ہوگا، اور عوام کو صحیح راہ دکھا کر نجات دلانی ہوگی۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم مشرقی بنگال کے مختلف طبقوں کا عمومی تجزیہ کریں اور جانیں کہ ان کا انقلاب کی طرف رویہ کیا ہے۔

مشرقی بنگال کی بورژوازی

مشرقی بنگال کی بورژوازی کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. توسیع پسند بھارت کی تابع بورژوازی

2. سوویت سماجی سامراج کی تابع بورژوازی

3. امریکی سامراج کی تابع بورژوازی

4. قومی بورژوازی

پہلے تین طبقے، جن کا تعلق غیر ملکی سامراجی قوتوں اور جاگیرداروں سے ہے، ردّ انقلابی، پسماندہ اور پیداواری ترقی کے دشمن ہیں۔

یہ لوگ ریاستی اداروں، صنعتوں، اور کاروباری شعبوں میں بیوروکریٹک بورژوازی کے طور پر کام کرتے ہیں۔

قومی بورژوازی (چوتھا طبقہ)

یہ طبقہ:

بھارتی توسیع پسندی، امریکی و سوویت سامراج اور جاگیرداری نظام کے ہاتھوں مظلوم ہے

اس لیے بعض مواقع پر انقلابی قوت بن سکتا ہے

مگر یہ سیاسی اور اقتصادی طور پر کمزور ہوتا ہے، اور وقت آنے پر جھکاؤ دکھا سکتا ہے

قومی بورژوازی کے اندر دوہرا کردار ہوتا ہے۔ کبھی یہ انقلاب کے ساتھ ہوتا ہے، کبھی غدار بورژوازی کے ساتھ۔

اس طبقے کی کوئی آزاد سیاسی جماعت نہیں ہے۔

ہمیں ان کے ساتھ "اتحاد اور جدوجہد" کی حکمت عملی اپنانی ہو گی:

ایک طرف ان سے اتحاد رکھنا

دوسری طرف ان کی کمزوریوں، موقع پرستی اور غداری کے خلاف خبردار اور مزاحم رہنا

پیٹی بورژوازی (چھوٹا متوسط طبقہ)

اس میں شامل ہیں:

دانشور طبقہ (طلبہ، اساتذہ، چھوٹے ملازمین)

چھوٹے کاروباری حضرات

دستکار و ہنرمند

پیشہ ور لوگ (ڈاکٹر، وکیل وغیرہ)

یہ طبقہ:

استحصال زدہ ہے

محنت کش طبقے کا قریبی اتحادی ہے

صرف پرولتاری قیادت میں خود کو آزاد کرا سکتا ہے

دانشور طبقہ

اکثر انقلابی سوچ رکھتے ہیں

مگر ان میں سبجیکٹوازم، انفرادیت، اور تذبذب پایا جاتا ہے

یہ طبقہ انقلابی جدوجہد سے جڑ کر ہی اپنی کمزوریوں پر قابو پا سکتا ہے

ان میں سے کچھ انقلاب کے دشمن بھی بن سکتے ہیں، اگر درست رہنمائی نہ ملے

چھوٹے دکاندار

عام طور پر چھوٹی دکانیں چلاتے ہیں

دیوالیہ ہونے کے خوف میں مبتلا ہوتے ہیں

سامراجی قوتوں کے خلاف مائل بہ انقلاب ہو سکتے ہیں

دستکار و ہنرمند

اپنی پیداواری وسائل کے مالک ہوتے ہیں

زیادہ سے زیادہ ایک دو شاگرد رکھتے ہیں

متوسط کسانوں سے مشابہ حالت میں ہوتے ہیں

پیشہ ور حضرات

جیسے ڈاکٹر، وکیل، انجینئر

دوسروں کا استحصال نہیں کرتے (یا معمولی سا کرتے ہیں)

دستکار طبقے سے مشابہ حالت میں ہیں

پیٹی بورژوازی کے ذیلی حصے:

اعلیٰ طبقہ:

کچھ اضافی دولت اور آمدن رکھتے ہیں

سرمایہ دار بننے کی خواہش رکھتے ہیں

انقلاب سے خائف، حکومت کے وفادار

یہ طبقہ پیٹی بورژوازی کا دایاں بازو ہے

درمیانی طبقہ:

خود کفیل، مگر حالات سے مایوس

انقلاب کے حامی نہیں، مگر مخالف بھی نہیں

یہ طبقہ پیٹی بورژوازی کا تقریباً نصف حصہ ہے

نچلا طبقہ:

زندگی کی زبوں حالی کا شکار

ماضی میں بہتر حالت میں تھے

بائیں بازو کا مضبوط حصہ

ان میں انقلابی رجحانات زیادہ ہوتے ہیں

جب انقلاب اپنے عروج پر پہنچے گا، تو درمیانہ طبقہ اور یہاں تک کہ دایاں بازو بھی عوامی لہر کے دباؤ میں انقلاب کا حصہ بن جائے گا۔

نیم پرولتاری طبقے کی شکلیں:

1. دستکار

معمولی پیداواری وسائل رکھتے ہیں

اکثر مزدوری بھی کرتے ہیں

معاشی حالات غریب کسانوں جیسے ہوتے ہیں

2. دکان کے ملازم

کم تنخواہ پر کام کرتے ہیں

مہنگائی اور تنخواہ میں تضاد کا شکار

ان کا معیار زندگی بھی غریب طبقے جیسا ہے

3. خوانچہ فروش

کم سرمایہ اور کم آمدن

عام طور پر غریب کسانوں جیسے حالات

ان کے لیے بھی انقلاب ضروری ہے

یہاں تک پہلا حصہ مکمل ہوتا ہے۔

اگلے حصے میں شامل ہوں گے:

جاگیردار طبقہ، مالدار کسان، متوسط و غریب کسان

پرولتاری طبقہ، دیہی مزدور، نیم پرولتاریہ، لُمپن پرولتاریہ

دشمنوں کی پہچان اور انقلابی بلاک کی قیادت

جاگیردار، کسان اور محنت کش طبقے کا تجزیہ

جاگیردار طبقہ (Landlord Class)

- **زمین دار خود محنت نہیں کرتے** (یا بہت کم کرتے ہیں) اور کسانوں کے ذریعے استحصال سے جیتے ہیں۔
- ان کا استحصال **ٹھیکہ، بٹائی یا کرایہ** کی صورت میں ہوتا ہے۔
- اکثر صنعت و تجارت میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

جاگیردارانہ استحصال میں شامل ہیں:

- اوکاف، مدرسہ، اسکول کی جائیدادوں کی آمدنی
- سود پر قرض دینے والے بڑے ساہوکار
- اگر کوئی سابقہ زمین دار، بغیر کام کیے دوسروں کے سہارے بہتر زندگی گزارے تو وہ بھی اسی طبقے میں شامل ہے۔

چھوٹے سطح کے بدمعاش، ظالم بی ڈی ممبر، تحصیلدار، پولیس افسران، اور **مقامی پٹھو** اکثر **جاگیردار طبقے کے نمائندے** ہوتے ہیں۔

یہ طبقہ غیر ملکی استحصال کا ستون ہے۔

نہ صرف ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے بلکہ انقلاب کا **براہِ راست ہدف** بھی۔

اس طبقے کا کچھ حصہ بھارتی توسیع پسندوں کا پٹھو ہے، جب کہ کچھ **غیر یقینی کیفیت** میں ہے۔

مگر متوسط اور چھوٹے جاگیرداروں کا ایک طبقہ جو سرمایہ دارانہ پیداوار سے جزوی طور پر متاثر ہے، وہ انقلاب میں شامل ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ پرولتاری قیادت میں رہے۔

مالدار کسان (Rich Peasants)

- عموماً زمین کے مالک ہوتے ہیں۔
- کچھ زمین خود کاشت کرتے ہیں، کچھ بٹائی یا ٹھیکے پر دیتے ہیں۔
- کچھ زمین ان کی نہیں ہوتی، مگر وہ بڑی مقدار میں زمین کرایے پر لے کر کاشت کرتے ہیں۔

یہ لوگ:

- زیادہ تر زرعی آلات رکھتے ہیں
- دوسروں سے محنت لے کر کام کرواتے ہیں
- خود بھی محنت کرتے ہیں
- زیادہ آمدنی کے لیے جزوی طور پر استحصال بھی کرتے ہیں

یہ کسان انقلابی زمین اصلاحات میں رکاوٹ نہیں بنتے، مگر وہ جاگیردار نہیں کہلائے جا سکتے۔

لہٰذا، انہیں انقلاب میں جلد بازی میں دشمن قرار دینا درست نہیں ہوگا۔

متوسط کسان (Middle Peasants)

- کچھ کے پاس مکمل زمین ہوتی ہے، کچھ کے پاس جزوی
- باقی زمین **بٹائی یا ٹھیکے** پر لی جاتی ہے
- **اپنے ہاتھوں سے کاشت کرتے ہیں**
- دوسروں کا استحصال نہیں کرتے، بلکہ خود بھی کبھی کبھی استحصال کا شکار ہوتے ہیں

مالیاتی، تعلیمی، ترقیاتی اور پولیس ٹیکسز اور **قرضوں** کے سود وغیرہ کی ادائیگی انہیں سال کے آخر میں مقروض بنا دیتی ہے۔

متوسط کسان انقلاب کے اتحادی اور بنیادی محرک ہیں

سوشلسٹ نظام کو بھی قبول کرتے ہیں

انقلاب کی **کامیابی یا ناکامی** ان کی حمایت یا مخالفت سے جڑی ہے

غریب کسان (Poor Peasants)

- بعض کے پاس تھوڑی بہت زمین یا آلات ہوتے ہیں
- زیادہ تر زمین **بٹائی یا ٹھیکے** پر لیتے ہیں
- **بٹائی، قرض، سود، ٹیکسز، اور کرپشن** کے ذریعے شدید استحصال کا شکار ہوتے ہیں
- **مزدوری** بھی کرتے ہیں — یہی ان کی اور متوسط کسانوں میں فرق ہے

پرولتاری پارٹی کو انہی پر انحصار کرنا ہوگا

انہی کے ساتھ اتحاد سے زمین کی اصلاح کی جائے گی

ماؤزے تنگ نے کہا:

"ابتدائی دور میں متوسط کسان ہچکچاتے ہیں، لیکن جب انقلاب کامیابی کے قریب ہوتا ہے، وہ بھی ساتھ ہو جاتے ہیں"

انقلابی قیادت کے لیے کسانوں کی اہمیت

پرولتاریہ کی قیادت میں:

- غریب اور متوسط کسان خود کو آزاد کرا سکتے ہیں
- انقلابی تحریک کی قیادت **پرولتاریہ** کرے گا، مگر قوت کا بڑا حصہ **کسانوں** پر مشتمل ہوگا
- یہاں **کسانوں** سے مراد ہیں:
  - **زرعی مزدور**
  - **غریب کسان**
  - **متوسط کسان**

صنعتی پرولتاریہ (Industrial Proletariat)

- کام کی جگہیں: **پٹ سن ملز، چینی ملز، ٹیکسٹائل، ریل، بندرگاہیں، ٹرانسپورٹ**

- چھوٹے طبقے میں شمار ہوتے ہیں، مگر سب سے مرکزی انقلابی قوت یہی ہے

وجوہات:

- مرکوز ہیں، یعنی اجتماعی طاقت رکھتے ہیں
- پیداواری ذرائع سے محروم ہیں—صرف اپنا ہاتھ رکھتے ہیں
- کبھی امیر بننے کی امید نہیں رکھتے
- استحصالی قوتیں ان سے انتہائی ظالمانہ رویہ رکھتی ہیں

شہری نیم پرولتاریہ (Urban Semi-Proletariat)

- یومیہ مزدور، رکشہ و ویگن چلانے والے، چھوٹے فروش، جھاڑو دینے والے، ہوٹل ملازم، گھریلو کام کرنے والے، تمباکو مزدور وغیرہ
- ان کے پاس کوئی اثاثہ نہیں
- معیشتی حالت صنعتی مزدوروں جیسی، مگر مرکوز نہیں
- پیداوار میں اہمیت کم ہونے کے سبب رہنمائی کا کردار محدود ہے

دیہی مزدور (Rural Proletariat / Agricultural Workers)

- مشرقی بنگال میں ابھی مکمل سرمایہ دارانہ زراعت نہیں ہے

- **یہ مزدور سالانہ، ماہانہ یا یومیہ اجرت پر کام کرتے ہیں**
- ان کے پاس نہ زمین ہوتی ہے، نہ آلات، نہ سرمایہ
- سب سے **زیادہ استحصال** انہی پر ہوتا ہے
- ان کی حالت اکثر **غریب کسانوں** سے بھی خراب ہوتی ہے
- ان کی تحریک میں حیثیت **بہت اہم** ہے

لُمپن پرولتاریہ (Lumpen Proletariat)

- شہروں اور دیہاتوں میں موجود **بے روزگار**
- گزر بسر کے لیے مجبوری میں اختیار کرتے ہیں:
    - **چوری، ڈاکہ، بھیک، جسم فروشی، فقیر بننا، جادو ٹونا، تعویز بیچنا وغیرہ**

یہ طبقہ:

- **عارضی نوعیت** رکھتا ہے
- کچھ **ردِّ انقلابیوں کے ہاتھ** آ سکتے ہیں
- کچھ **انقلاب میں شامل** ہو سکتے ہیں
- اگر شامل ہو جائیں، تو اکثر **بد نظمی، انارکی اور لاقانونیت** پیدا کرتے ہیں

ان کی اصلاح اور **تخریبی رجحانات سے بچاؤ** ضروری ہے

یہ رہا دوسرا حصہ مکمل۔

آخری اور تیسرا حصہ پیش کیا جائے گا، جس میں شامل ہوں گے:

- **طبقاتی تضادات کا حتمی تجزیہ**
- **دشمن کون ہے؟**
- **قیادت کس کے ہاتھ میں؟**
- **اتحاد، جدوجہد اور انقلابی حکمتِ عملی کا اصول**

دشمن کی شناخت، دوستوں کا اتحاد اور انقلابی قیادت کی سمت

ہمارے دشمن کون ہیں؟

مندرجہ بالا تجزیے کی بنیاد پر، مشرقی بنگال کے انقلاب کے اصل دشمن درج ذیل ہیں:

1. **بھارتی توسیع پسندی اور اس کی حکمران طاقت**
2. **سوویت سماجی سامراج**
3. **امریکی سامراج**
4. ان غیر ملکی سامراجی قوتوں کے **پٹھو بورژوا طبقے اور جاگیردار**
5. **وہ رجعتی دانشور طبقہ** جو انہی سامراجیوں اور استحصالی طبقات کا آلہ کار ہے

یہ تمام قوتیں **مقامی اور بین الاقوامی استحصالی اتحاد** کا حصہ ہیں، جو مشرقی بنگال کے عوام، وسائل، زبان اور ثقافت کو کچلنا چاہتے ہیں۔

انقلاب کے قائدین کون؟

1. **پرولتاری طبقہ** (محنت کش عوام)
2. **پرولتاری قیادت میں ان کی پارٹی**
3. ان کے **قریبی اتحادی:**
   - **کسان طبقہ (غریب و متوسط)**
   - **پیٹی بورژوا طبقہ** (دانشور، ہنر مند، چھوٹے کاروباری، پیشہ ور)

یہی قوتیں انقلاب کو **صحیح سمت** میں لے جا سکتی ہیں اور اس کی **کامیابی کی ضمانت** ہیں۔

قومی بورژوازی کے ساتھ رویہ

قومی بورژوازی ایک ایسا طبقہ ہے جو کبھی **انقلاب کا حامی** بنتا ہے، اور کبھی **پٹھو بورژوازی کے ساتھ** چلا جاتا ہے۔

لہٰذا، ان کے ساتھ ہماری پالیسی ہونی چاہیے:

"اتحاد اور جدوجہد" کا اصول

اتحاد کی شرائط:

- جب وہ **قومی آزادی** اور **جمہوریت** کی حمایت کریں
- جب وہ **پرولتاری پارٹی کی مخالفت نہ کریں**

جدوجہد کی ضرورت:

- جب وہ **پرولتاری قیادت** سے ٹکرائیں
- جب وہ **انقلابی تحریک** کی راہ میں رکاوٹ بنیں
- تب ہمیں ان کا **نقاب اتارنا ہوگا، عوام کو ان کی اصلیت دکھانی ہوگی**

انقلابی تنظیم کا مقصد

مشرقی بنگال میں حقیقی انقلابی جماعت کا فریضہ ہے کہ:

- **محنت کش طبقے کی قیادت** میں عوامی قوتوں کو منظم کرے
- **طبقاتی دشمنوں** کے خلاف عوام کو کھڑا کرے
- **قومی آزادی، سماجی انصاف اور سوشلسٹ معاشرے** کے قیام کی راہ ہموار کرے

نتیجہ: طبقاتی بلاک کی تشکیل

اس تجزیے سے ہم درج ذیل **انقلابی بلاک** تشکیل دے سکتے ہیں:

مرکزی قیادت:

- **پرولتاری طبقہ** اور اس کی **مارکسسٹ-لیننسٹ-ماؤزے تنگ فکر کی حامل جماعت**

قریبی اتحادی:

- **غریب و متوسط کسان**
- **پیٹی بورژوازی** (دانشور، چھوٹے کاروباری، ہنر مند)
- **نیم پرولتاری طبقہ**

مشروط اتحادی:

- **قومی بورژوازی** — بشرطیکہ وہ قومی تحریک اور پرولتاری قیادت کا ساتھ دے

براہ راست دشمن:

- **بھارتی توسیع پسندی**
- **امریکی و سوویت سامراج**
- **ان کے پٹھو بورژوا اور جاگیردار طبقے**
- **رجعتی دانشور اور مقامی ایجنٹ**

آخری بات

انقلاب کا پہلا قدم ہے:

صحیح دشمن کی پہچان اور صحیح دوست سے اتحاد۔

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر یہی سکھاتا ہے کہ **انقلاب ایک سائنسی عمل ہے**، جس میں قیادت، تنظیم، اتحاد اور لڑائی—سب کچھ نظریاتی اصولوں کے تحت ہونا چاہیے۔

"عوام کے بغیر کچھ نہیں۔ مگر قیادت کے بغیر عوام کی طاقت بے راہ ہو جاتی ہے۔"

چیئرمین ماؤ زندہ باد!

مارکسزم-لینن ازم-ماؤزے تنگ فکر زندہ باد!

انقلاب زندہ باد!